پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

حکومت، قادیانی اور آئین

ہماری حکومت ہم مسلمانوں کو تو آنکھیں دکھاتی ہے اور قادیانیوں کی راہ میں آنکھیں بچھاتی ہے جیسے ہم مسلمانوں کا کوئی وارث ہی نہ ہو۔ حکمرانوں کو غلط فہمی ہے کہ وہ اس ملک میں جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا۔ کمال اتاترک کا نظامِ حکومت قائم کرلیں گے۔ یہاں کے مسلمان عوام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ناپاک اور قابلِ مذمت منصوبہ بندی سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ کسی طرح بھی حکومت کو اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جنرل مشرف پرویز دن رات پاکستانیوں کو روشن خیالی کا درس تو دیتے رہتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ اس سے ان کی غرض و غایت کیا ہے۔ لیکن ہم خوب سمجھتے ہیں لیکن ان کی خدمتِ عالیہ میں عرض ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے باغی گروہ قادیانیوں کا محاسبہ و تعاقب کرنے سے باز نہیں آسکتے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ہم دین کی بات کرنا چھوڑ دیں گے، حکومت کے خلافِ اسلام اور خلاف ملک حکمتِ عملیوں پر تنقید کرنا بند کردیں گے اور اُن کے ہم زبان ہو کر معاذ اللہ پردہ کو سطحی سوچ کا نتیجہ قرار دیں گے یا پھر ہم بھی معاذ اللہ چور کے ہاتھ کاٹنے پر ان کی طرح معترض ہوں گے ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

مجلس احرارِ اسلام کی ایک تاریخ ہے اور روایات بھی ہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے اسلاف کے کارنامے ہیں۔ ہم ان کے نقشِ قدم پر آخری دم تک چلتے رہیں گے۔ قادیانیوں کا محاسبہ اور ان کے مکروہ و مذموم مقاصد کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں گے۔ کوئی اپنی جگہ خواہ کتنا ہی فرعون مزاج کیوں نہ ہو، ہم لوگ نہ تو اس سے متاثر ہوتے ہیں

ماهانه مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 27 جنوری 2005ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

اور نہ ہی مرعوب، ہم اپنی زندگیوں کو چند لمحوں کی کہانی سے زیادہ وقعت نہیں دیتے، ہم اہل اقتدار کی طرح زندگی کی رعنائیوں کے رسیا نہیں ہیں، ہم کسی کے سیاسی حریف ہیں نہ حلیف۔ ہمارے سامنے صرف قرآن وحدیث کی تعلیمات ہیں جنہیں کسی طور نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ہمیں قدامت پسندی اور انتہا پسندی کا طعنہ دینے والے اپنے گریبانوں میں بھی جھانک کر دیکھیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ امریکہ بہادر کو خوش کرنے کے لیے رضاء الٰہی کے لیے کام کرنے والوں کو دہشت گرد کہہ کر عام مسلمانوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش، درس گاہوں کو کھنگال ڈالنا، مسجدوں کو کنٹرول کرنا، نصابِ تعلیم کو تبدیل کرنا، علمائے کرام کی توہین کر کے انہیں عوام کی نظروں میں بدنام کرنا' حکومت کے کارندوں کا وطیرہ اور شیوہ بن چکا ہے۔ عامر لیاقت حسین کا بیان اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر کوئی بقول ان کے لڑکوں پر جنسی تشدد کرتا ہے تو اسے مولوی کہنا کہاں کا انصاف ہے۔ اسے آوارہ کہو' بدمعاش کہو تو کسی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی مسجد سے جوتا چراتا ہے تو اسے نمازی کہنا کہاں تک درست ہے۔ مدرسوں میں کم سن بچوں پر جنسی تشدد کے ارتکاب کا الزام علمائے کرام کو بدنام کرنے کے سوا اور کیا ہے؟

نہیں ہوتا کبھی یکجا تضادِ فکر انسانی
بہت مشکل بیاروں کو خزاں کا خوشہ چیں کہنا
کہو تم جو بھی جی آئے کہو تہذیبِ حاضر کو
ہے مشکل اس تصنع کو کسی صورت یقیں کہنا

قادیانی جو اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے سے مسلسل انکاری ہیں ان سے دستور کی تعمیل کرانا کیا حکومت کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ قادیانی اس ملک میں ہم مسلمانوں کو ''دستوری مسلمان'' ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ ان کے لیے حکومت کے پاس کوئی قانون نہیں ہے۔ قادیانی ۱۹۷۴ء سے لے کر آج تک پاکستان کے دستور کی تعمیل سے انکاری ہیں۔ انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ صرف اس لیے کہ وہ امریکہ بہادر کی فوجِ ظفر موج ہے اور حکومت کو ان پر ہاتھ ڈالتے ہوئے اپنے اقتدار کی کشتی ڈولتی نظر آتی ہے۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ جسے حکومت وقت نے دیدہ دانستہ غیر مؤثر بنا رکھا ہے۔ قادیانی کھلے عام اسلام کا نام لے کر دن رات مسلمانوں کو کافر بنانے کے مذموم و مکروہ کام میں مصروف ہیں۔ انہیں کوئی روکتا ٹوکتا نہیں۔ قادیانی اس ملک کا کھاتے پیتے ہیں، یہاں رہتے ہیں، پاکستانی شہری ہونے کے ناتے ہر رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' بڑے بڑے عہدوں تک فائز ہیں لیکن ملک کے دستور کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ ان کے خلاف قانون کیوں حرکت میں نہیں آتا:

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نگاہ اپنی

کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہوکر

آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ آسمان سے نازل ہو کر امریکہ کے ایماء پر ملک کے اقتدار پر قبضہ کر لو تو وہ عین آئین ہو جاتا ہے ملک کے دستور کو معطل اور مسخ کر کے رکھ دو تو کوئی گناہ نہیں، اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے PCO بنالو تو آزادی ہے، تم ان ججوں کو اگر گھر بھیج دو جو پی سی او کے تحت حلف اٹھانے سے انکاری ہوں تو کوئی بات نہیں، جعلی ریفرنڈم کرا کے ملک کے باضابطہ صدر کو اس کے گھر بھیج دو تو عین آئین ہے، انتخاب کے بعد تین ماہ حکومت سازی کو ملتوی رکھو اور اس وقت تک جب تک تم وزارتیں رشوت میں پیش کر کے اراکین کی اکثریت کو اپنے ساتھ نہیں ملا لیتے تو ٹھیک ہے۔ اس شخص کے قتل پر خاموش ہو جاؤ جس کے ایک ووٹ کی وجہ سے تم نے مرکز میں حکومت بنائی تو یہ بات قابلِ ستائش ہے۔ مجلس عمل کو دھوکا دے کر سترہویں ترمیم پاس کرا کے اپنے وعدے سے منحرف ہو جاؤ تو بجا ہے اور ہم اگر آپ سے یہ کہیں کہ قادیانیوں کو نکیل ڈالو، ان سے آئین کی تعمیل کراؤ تو ہم گردن زدنی ہیں۔ واہ! کیا طرزِ استدلال ہے:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں ''گرفتار''
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو ''پرچہ'' نہیں ہوتا

پورے ملک میں شور مچا رکھا ہے کہ وردی والے صدر کی ملک کو اشد ضرورت ہے۔ بین الاقوامی اور ملکی حالات تقاضا کرتے ہیں کہ وردی والا صدر موجود رہے۔ یہ وردی والا صدر تو پچھلے پانچ برسوں سے ملک پر مسلط ہے تو پھر کیا لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہو گیا ہے۔ قتل و غارت گری بند ہوگئی ہے۔ اشیاء خورونوش لوگوں کو سستے داموں مہیا ہونے لگی ہیں۔ لوگ آسودہ حال ہو گئے ہیں۔ رشوت ملک سے ختم ہوگئی ہے۔ عام آدمی کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ کیا معاشرہ فلاحی ریاست میں تبدیل ہو گیا ہے۔ کیا صرف ایک کام ہی باقی رہ گیا ہے کہ دین والوں کو دین کا نام لینے سے روک دو۔ اگر آپ کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات ہے کہ آپ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی شق آئین سے نکال دو گے تو ہم آپ کو بروقت مطلع کر رہے ہیں کہ اسے ذہن سے نکال دو۔ اس قرارداد کو پاس کرانے کے لیے مسلمانوں نے ایک لمبا اور کٹھن سفر طے کیا ہے۔ ۱۹۳۱ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک علامہ اقبال اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں ہم جس منزل تک پہنچے اسے نظروں سے اوجھل ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ خواہ اس کے لیے ہمیں کتنی بڑی قربانی دینی پڑے:

جنون و عشق کے راہی کہاں منزل بدلتے ہیں
ارادے باندھ لیتے ہیں تو پھر مشکل بدلتے ہیں
وہ جن کے سر میں سودا ہو سعیِ مسلسل کا
سمندر کے شناور نت نیا ساحل بدلتے ہیں